مسئلہ فلسطین

روئے زمین پر تین مقدس مساجد ہیں جن میں ایک مسجد اقصیٰ ہے۔ جسکی طرف رخ کر کے انبیائے بنی اسرائیل اور محمد ﷺ نے 14.5 سال تک نماز پڑھی ہے۔ یروشلم کا عربی نام القدس ہے۔

فلسطین کا شہر اور دار الحکومت ہے۔ یہ عیسیٰؑ کی پیدائش کا مقام بھی ہے اور مرکز تبلیغ بھی۔ یہاں مسلمانوں کا قبلۂ اول مسجد اقصیٰ بھی ہے اور قبۂ صخرہ بھی واقع ہے۔ اس کے جنوب میں بیت اللحم اور الخلیل واقع ہے۔

رومیوں نے پہلی صدی میں اس پر قبضہ کیا تھا تو اس کو ایلیا کا نام دیا تھا۔ بیت المقدس پہاڑیوں پر آباد ہے اور ایک پہاڑی کا نام کوہ صیہون ہے جس پر مسجد اقصیٰ اور قبۂ صخرہ واقع ہیں اسی پر حضرت داؤدؑ کا مزار بھی واقع ہے۔

تاریخ

1300 ق م میں بنی اسرائیل فلسطین میں داخل ہوئے اور طالوت کی قیادت میں فلسطین کے کچھ حصوں کو فتح کیا۔

حضرت سلیمانؑ کے دور میں مکمل فتح حاصل ہوئی۔ اس طرح 200 سال کی جدوجہد کے بعد یہ قبضہ ہوا۔

800 ق م میں اسیریا نے شمالی فلسطین پر قبضہ کر کے اسرائیلیوں کا مکمل قلع قمع کر دیا اور عربی النسل باشندوں کو بسایا۔

586 ق م میں شاہ بابل بخت نصر نے جنوبی فلسطین پر حملہ کر کے اینٹ سے اینٹ بجادی۔ ہیکل سلیمانی جسے دسویں صدی قبل مسیح میں حضرت سلیمانؑ نے تعمیر کروایا تھا اسے زمین دوز کر دیا اور ایک لاکھ یہودیوں کو غلام بنا کر کر اپنے ساتھ عراق لے گیا۔ اس دور بربادی میں حضرت عزیرؑ کا وہاں سے گذر ہوا انھوں نے ویرانی دیکھ کر تعجب سے کہا کیا کبھی یہ شہر پھر آباد ہوگا۔ اللہ نے ان کو موت دی اور 100 سال بعد اٹھایا تو شہر آباد اور پر رونق ہو چکا تھا۔

539 ق م میں شہنشاہ فارس سائرس اعظم نے بابل فتح کر کے بنی اسرائیل کو فلسطین میں دوبارہ داخلہ دیا۔ یہودی حکمراں ہیرود اعظم کے دور میں شہر بیت مقدس اور ہیکل سلیمانی پھر تعمیر کی۔

70ء میں رومی جرنیل ٹائیٹس نے رومی سلطنت کے خلاف بغاوت کی پاداشت میں بیت المقدس کے شہر اور ہیکل سلیمانی کو بالکل مسمار کر دیا۔

135ء میں رومی شہنشاہ ہیڈرین نے یہودیوں کو فلسطین سے جلاوطن کر دیا۔

چوتھی صدی عیسوی میں رومیوں نے عیسائیت قبول کر لی اور بیت المقدس کے شہر میں گرجے تعمیر کیئے۔

17ھ میں حضرت عمرؓ کے دور میں مسلمانوں نے بغیر جنگ کے فلسطین فتح کر لیا۔ خلیفہ عبدالملک کے دور میں یہاں مسجد اقصیٰ کی تعمیر عمل میں آئی اور قبۂ صخریٰ تعمیر کیا گیا۔

1099ء میں پہلی صلیبی جنگ میں 70 ہزار مسلمانوں کو شہید کر کے عیسائیوں نے قبضہ کیا۔

1187ء میں سلطان ایوبی نے فتح کیا۔

1917ء میں انگریزوں نے یہودیوں کو آباد ہونے کی اجازت دی۔

خلاصہ:

1) ابتداءً نسل کشی کے ذریعہ قبضہ۔

2) شمالی فلسطین میں 500 تا 600 سال آباد رہے۔

3) جنوبی فلسطین میں 800 تا 900 سال آباد رہے۔

4) عرب شمالی فلسطین میں 2500 سال آباد رہے اور جنوبی فلسطین میں 2000 سال سے آباد چلے آرہے ہیں۔

یہودی عزائم:

مشہور یہودی فلسفی موسیٰ بن میمون The code of Jewish law میں لکھتا ہے کہ "ہر یہودی نسل کا فرض ہے کہ وہ ہیکل سلیمانی تعمیر کرے"۔

ہفتہ میں 4 بار دعائیں۔ بچے بچے کے دماغ میں یہ مقصد بٹھایا جاتا ہے۔ فری میسن کا اصل مقصد بھی یہی ہے۔

احسان فراموشی:

70ء سے حضرت عمرؓ کے زمانے تک یہودیوں کا کوئی معبد نہیں تھا اور کھنڈر پڑے ہوئے تھے۔ کوئی یہ الزام نہیں لگا سکتا کہ مسجد اقصیٰ اور قبہ صخرہ ان کے کسی معبد کو توڑ کر بنائی گئی۔

رومیوں نے نکالا مسلمانوں نے فیاضی سے رہنے کا موقع دیا۔ اسپین میں سب سے سکون میں رہے۔ (یہودی مئورخین) اسپین، انگلینڈ، پرتگال، عرب وغیرہ سے نکالے گئے۔

سوائے سلطنت عثمانیہ کے کہیں انہیں رہنے کا موقع نہیں دیا گیا۔

دیوار گریہ سولھویں صدیء میں سلطان سلیم عثمانی کو ملبے اور کوڑے کرکٹ میں ملی تو یہودیوں کو عنایت کی۔ (News from Israeel) گورنمنٹ آف اسرائیل نیوز بلیٹن ممبئی۔

منصوبہ بندی:

1880ء سے مشرقی یورپ سے ان کے خاندان فلسطین منتقل ہونے لگے۔

1897ء میں Zionist movement کا باقاعدہ آغاز تھیوڈر ہرتزل نے کیا جس کا مقصد فلسطین پر قبضہ اور ہیکل کی تعمیر تھی۔ اسی نے 1896ء میں فرات سے نیل تک یہودی ریاست کا نقشہ پیش کیا۔

1901 میں سلطان عبدالحمید خان کو پیشکش کی کہ فلسطین کو قومی وطن بنانے پر یہودی ترکی قرضے واپس کردیں گے۔

سلطان نے حاقام کے منہ پر تھوک دیا اس پر معزولی کی وارننگ دی گئی اور سات سال میں فری میسن، دونمہ اور مغربی تعلیم وفلسفہ سے متاثرہ مسلم نوجوانوں کے ذریعہ ہرتزل نے اثرات پھیلائے اور اسی حاقام کے ذریعہ سلطان کو معزولی کا پروانہ روانہ کیا اور اتاترک کو اقتدار دیا گیا داڑھیاں منڈوائی گئیں۔

ترکی اور عربی قوم پرستی کا تصادم: لارنس آف عربیہ برطانیہ کا جاسوس تھا جس نے عربوں میں ترکوں کے خلاف جذبہ قومیت پیدا کیا۔

اعلان بالفور:

ڈاکٹر Weisman جو کہ یہودیوں کی قومی تحریک کا علمبردار تھا اس نے انگلینڈ کو یقین دلایا کہ پہلی جنگ عظیم میں ساری دنیا کے یہودیوں کا سرمایہ، دماغ اور قوت و قابلیت ان کے ساتھ ہوگی اگر وہ فتح کے بعد فلسطین کو یہودیوں کا قومی وطن بنا دے۔

1917 میں اعلان بالفور کے نام سے یہ وعدہ اس نے انگریزوں سے حاصل کر لیا جب کہ انگریزوں نے تحریری طور پہ یہی وعدہ شریف حسین سے کیا تھا جس کے نتیجہ میں عربوں نے ترکوں سے بغاوت کر کے فلسطین، عراق اور شام پر انگلینڈ کا قبضہ کروایا تھا۔ یہ ایسا ظلم تھا جس کی نظیر پوری انسانی تاریخ میں نہیں ملتی۔

لارڈ بالفور کے الفاظ Document of British policy volume II نے موجود ہیں کہ "ہمیں فلسطین کے متعلق فیصلہ کرتے ہوئے 7 لاکھ عربوں سے کچھ پوچھنے کی ضرورت نہیں ہے کیونکہ صیہونیت ہمارے لئے عربوں سے زیادہ اہمیت رکھتی ہے"۔ تحریک صیہونیت سب سے پہلے آسٹریا سے شروع ہوئی تھی جس کا مرکز ویانا تھا۔

1947ء میں UNO نے فیصلہ کیا کہ فلسطین اور اسرائیل دو الگ ریاستیں قائم کردی جائیں اور 55 فیصد زمین اسرائیل کو دینے کا بندر بانٹ کا فیصلہ کیا گیا۔

1948ء میں عرب اسرائیل۔ مسلم خواتین اور لڑکیوں کا برہنہ جلوس اور اس کے اعلانات۔

1967ء میں مسجد اقصیٰ میں آتش زدگی اور گولان کی پہاڑیوں پر قبضہ نیز فلسطین پر کنٹرول۔

آج صرف 5 فیصد زمین فلسطینیوں کے پاس باقی ہے اور اسے بھی کھینچنے کی کوشش کی جا رہی ہے اور نسل کشی ہو رہی ہے۔

یہ لڑائی حماس کے خاتمہ کے لئے نہیں ہے نہ یہ لڑائی دہشت گردی کے خاتمہ کیلئے ہے بلکہ یہ نسل کشی ہے۔ (پروفیسر ہارورڈ یونیورسٹی)

وہ چاہتے ہیں کہ فلسطین میں مسلمانوں کا وجود باقی نہ رہے۔ 1948ء سے اب تک 100 سے زائد واقعات ہو چکے ہیں۔ بمباری ہوتی ہے اور ایک گھنٹے میں بلڈوزر پہنچتے ہیں اور مسلم مکانات کو ڈھا کر یہودیوں کیلئے عارضی مکانات قائم کر دئے جاتے ہیں۔

رکاوٹ: 1) قدامت پسند یہودیوں اور جدت پسند یہودیوں (Mersianic Era دور مسیحائی) کے درمیان اختلاف۔

2) عالم اسلام کے ردعمل کا اندیشہ۔

آبادی:

1922ء ۔ 12 فیصد	1931ء ۔ 17 فیصد	1944ء ۔ 31 فیصد (ساڑھے چار لاکھ)

موجودہ صورتحال:

1) اسپین، برازیل، فلپائن، جرمنی، برسلز، آکلینڈ، کیپ ٹاؤن، مالدیپ، چلی، آئرلینڈ، فرانس، جنوبی کوریا، سویڈن، انگلینڈ، جاپان، ناروے، آئس لینڈ، اٹلی، فلوریڈا، آسٹریلیا، آسٹریا وغیرہ میں احتجاج جاری ہے۔

2) دور جدید کے ابرہہ ٹرمپ نے عالمی امن کو تباہ کرنے کا سامان کیا ہے۔ مسیحی انتہا پسندوں اور یہودی قدامت پسندوں کی خوشنودی کا اعلان کیا گیا کہ یروشلم اسرائیل کا دارالحکومت ہوگا۔

عالمی شاطر ایک فاتر العقل اور پاگل آدمی کی تلاش میں تھے ٹرمپ کی شکل میں وہ ان کو مل گیا۔ یہ دور جدید کا لارنس آف عربیہ بھی ہے۔ وہ کام جو کلنٹن، بش اور اوباما سے نہیں کرایا جا سکا تھا وہ ٹرمپ سے کروا دیا گیا۔

3) ٹرمپ کے یہودی داماد جارڈ کشنر اور شہزادہ محمد بن سلمان میں گہرے تعلقات ہیں اور وہ چاہتے ہیں کہ

a) یروشلم فلسطین اور اسرائیل دونوں کا دارالحکومت ہو۔

b) مغربی کنارے کی یہودی بستیوں کو تسلیم کیا جائے۔

4) UNO کے جنرل سکریٹری انٹونیو Guterres کا بیان ہے کہ مسلۂ فلسطین کا حل صرف 50 سالوں سے فلسطینی سرزمین پر اسرائیل کے قبضہ کے خاتمے کے ذریعہ ہی ممکن ہے۔

1967ء کی عرب اسرائیل جنگ کے بعد اسرائیل کی جانب سے دریائے اردن کے مغربی کنارے،، شرقی القدس اور گولان کی پہاڑیوں پر قبضہ کے نتیجہ میں لاکھوں فلسطینی اور شامی شہریوں کو بے گھر ہونا پڑا۔ نئی فلسطینی نسلیں مہاجر کیمپوں میں ہیں اور مفلسی و بےبسی کی زندگی گزار رہی ہیں جس سے انتقام کی آگ تیز ہوتی جا رہی ہے۔ اس شدت اور انتقام کے ماحول میں نہ تو فلسطینی اپنی مملکت قائم کر سکتے ہیں اور نہ ہی اسرائیل میں امن و سلامتی کا ماحول بن سکتا ہے۔

جب کہ نتن یاہو کا کہنا ہے کہ انہیں بیت المقدس کے مسئلہ پر مسلم رہنماؤں کے بیانات سے کوئی فرق نہیں پڑتا انہیں اس حقیقت کو تسلیم کرنا پڑے گا کہ بیت المقدس صرف اسرائیل کا صدر مقام ہے۔